برعظیم میں کتب میلاد کی روایت اوران کی استنادی حیثیت

محمد انس حسان☆

نبیؐ کریم ﷺ کی سیرت مطہرہ کے ایک ایک گوشے پر اس قدر تفصیل سے لکھا گیا ہے کہ انسانی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جوں جوں وقت گذرتا جارہا ہے، یہ سلسلہ مزید منظم، مرتبط اور عمدہ سے عمدہ ہوتا جارہا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جس طرح قرآن حکیم کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے، (۱) اسی طرح صاحب قرآن کی سیرت کے عجائبات کا سلسلہ بھی ہمیشہ جاری وساری رہے گا۔ بنا برایں آج ہم مکمل یقین کے ساتھ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ جتنا کچھ اور جو کچھ نبی کریم ﷺ کے ذات مبارکہ پر لکھا گیا ہے، دنیا کی تاریخ میں آج تک کسی پر اتنا کچھ نہیں لکھا گیا اور یہ عمل ہر گزرتے دن کے ساتھ سیرت نبوی کے نئے نئے زاویوں اور پہلوؤں کی جانب بڑھ رہا ہے۔

ابتدائی کتب سیرت میں ہمیں ترتیب وتالیف سے زیادہ ذوق مؤلف غالب نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کتب میں ربط وضبط کی کمی اور موزونی گفت گو سے ہٹ کر کثرت روایات کا عنصر واضح طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سیرت نگاری کے اصول مرتب ہوئے اور محدثین کے نقد وجرح نے سیرت نگاروں کو واقعات وروایاتِ سیرت میں زیادہ احتیاط اور موزونی طرزِ اسلوب کی راہ پر ڈالا، جس سے سیرت نگاری کو نئی جہات اور زاویے ملے اور اس حوالے سے فنی تقسیم عمل میں آئی۔ سیرت کے فن کے پھیلاؤ نے سیرت نگاروں کو سیرت کے الگ الگ پہلوؤں پر متوجہ کیا اور ہر ایک پہلو پر الگ الگ کتب لکھے جانے کی روایات پروان چڑھیں۔ چناں چہ اسمائے رسول، اسلاف رسول، اجدادرسول، نسب رسول، معجزات رسول، مغازی رسول، عمال رسول، وفود رسول، حلیہ رسول، شمائل رسول، اخلاق

☆ استاد گورنمنٹ ڈگری کالج جہانیاں۔ پاکستان۔ anskashmiri@gmail.com

رسول، اور معراج رسول سمیت کئی اہم پہلوؤں پر جداگانہ کتب اس کثرت سے کتب لکھی گئی ہیں کہ جنہیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

سیرت نگاری کے ان ہی متنوع اور اپنی ہیئت کے اعتبار سے محیر العقول پہلوؤں میں سے ایک پہلو ''کتب میلاد'' کی صورت میں سامنے آیا۔ ڈاکٹر انور محمود خالد کے مطابق:

> میلاد نامے وہ نظم ہے، جس میں آں حضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کا حال قلم بند کیا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر تو یہ صنف حضور اکرم ﷺ کی پیدائش کے لیے وقف ہے۔ لیکن بیش تر مولود ناموں میں آپ ﷺ کی ولادت سے لے کر وفات تک کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ گویا مولود نامہ منظوم سیرت کا دوسرا نام ہے۔ (۲)

ڈاکٹر انور محمود خالد کی تعریف میں مولود ناموں میں ''منظوم'' کی محصوریت قطعی درست نہیں۔ کیوں کہ یہ مولود نامے نثر اور مخلوط شکل میں بھی کثرت سے لکھے گئے۔ تاہم یہ بات درست ہے کہ اس کی ابتدا منظوم شکل میں ہوئی۔

ہمارے لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ سیرتِ نبوی کے اس پہلو پر باقاعدہ کتب لکھے جانے کا آغاز کب ہوا؟ سید سلیمان ندوی کے مطابق ابن دِحیہ کلبی (۵۴۴ھ۔۶۳۳ھ) وہ پہلے مولود نگار ہیں، جنہوں نے ۶۰۴ھ میں التنویر فی مولد السراج المنیر کے عنوان سے کتاب لکھی۔ (۳) سید صاحب کی تحقیق کا ماخذ دراصل یہ ہے کہ موصل (عراق) کے والی مظفر الدین، جو کہ میلاد کے دن کو خصوصی طور پر منانے کا اہتمام کرتے تھے، انہیں ابن دِحیہ نے اپنی یہ کتاب پیش کی تھی اور خصوصی انعام و اکرام پایا تھا۔ ڈاکٹر مظفر عالم صدیقی کے مطابق اس فن پر سب سے پہلے کتاب ابو عبداللہ محمد بن الواقدی (۱۳۰ھ۔۲۰۷ھ) نے مولد النبی کے نام سے لکھی اور اس لحاظ سے اس موضوع پر باقاعدہ کتاب دوسری صدی ہجری میں لکھی جا چکی تھی۔ (۴)

ان محققین کی آرا اپنی جگہ، تاہم ہماری تحقیق کے مطابق شیخ عبدالقادر جیلانی (۴۷۱ھ۔۵۶۱ھ) وہ پہلے مولود نگار ہیں، جنہوں نے اس موضوع پر **مولد النبی** کے عنوان سے پہلی کتاب لکھی، جس کا قلمی نسخہ کتب خانہ ظاہریہ، مصر میں موجود ہے۔ نیز ان کے بعد ابن جوزی (۵۱۰ھ۔۵۹۷ھ) کی **المولد العروس** اور **بیان المیلاد النبوی** کا بھی پتا چلتا ہے، جس کے تیس سے زائد قلمی نسخے اب تک دریافت ہوئے ہیں اور مطبوعہ و مترجم طور پر یہ کتاب عام میسر ہے۔ نیز واقدی کی **مولد النبی** کا ذکر کتب میں تو ملتا ہے، لیکن یہ کتاب موجود نہیں اور نہ ہی اس کے کسی قلمی نسخے کا اب تک پتا چل پایا ہے۔ البتہ بعض مجہول قلمی

نسخے ان سے منسوب کیے جاتے رہے ہیں، جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ان ابتدائی کتب کے بعد ابن عبداللہ الجزری، حافظ عراقی، ابن ناصر الدین دمشقی، شیخ عبدالرحمٰن السخاوی، ابن الحجر المکی، ملاعلی قاری، عبدالکریم البرزنجی، محمد بن جعفر الکتانی اور یوسف بن اسماعیل نبہانی نے اس موضوع پر طبع آزمائی کی اور باقاعدہ کتب تصنیف کیں۔ان تمام حضرات کی کتب میلاد طبع شدہ اور دست یاب ہیں۔ان کتب نے بعد کی کتب میلاد پر بڑے گہرے اثرات چھوڑے۔

حاجی خلیفہ کی کشف الظنون کی ورق گردانی سے پتا چلتا ہے کہ انہوں نے ۱۷ ایسی کتب کی نشان دہی کی ہے، جو خاص اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔(۵) شیخ صلاح الدین المنجد نے ۱۵۹ عربی کتب میلاد کی فہرست پیش کی ہے۔(۶) مولانا سید عبدالحیٔ ندوی نے برصغیر کے تناظر میں ۱۸ میلاد ناموں کا ذکر کیا ہے۔(۷) ڈاکٹر انور محمود خالد نے ۸۶ مولود ناموں کا ذکر کیا ہے۔(۸) قاموس الکتب اردو نے ۱۹۶۱ء تک دست یاب مولود ناموں کا ذکر کیا ہے، جن کی تعداد ۲۳۵ ہے۔(۹) ارمغان حق میں ۲۱۴ کتب میلاد کا ذکر ملتا ہے۔(۱۰) ڈاکٹر مظفر عالم صدیقی نے ۳۵۰ کے قریب کتب میلاد دریافت کی ہیں۔(۱۱) آقائے احمد منزوی نے پاکستان میں موجود فارسی مطبوعات کی ۱۴ جلدوں پر مشتمل جو نامکمل فہرست شائع کی ہے، اس کی ورق گردانی سے ۱۲۱ فارسی زبان کے مولود ناموں کا پتا چلتا ہے۔(۱۲) اگر ان تمام فہرستوں میں سے مکررات حذف کردی جائیں تو اس وقت ۳۷۹ کتب میلاد قلمی و مطبوعہ شکل میں ہمارے پاس موجود ہیں۔اندازہ یہ ہے کہ ان مولود ناموں کی مجموعی تعداد اس سے دوگنی ضرور رہی ہوگی۔ہم نے ۱۶۱ کتب میلاد کا بالاستیعاب مطالعہ و مشاہدہ کیا ہے۔

ان کتب کے ساتھ ساتھ ''اردو میں میلاد نامے'' (۱۳) کے عنوان سے ڈاکٹر قاضی شہاب الدین نے ۱۹۶۱ء میں ناگ پور یونیورسٹی (ہندوستان) سے اور ڈاکٹر مظفر عالم جاوید صدیقی نے ''اردو میں میلاد النبی'' (۱۴) کے عنوان سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے ۱۹۹۷ء میں پی۔ایچ۔ڈی کی سندات حاصل کی ہیں۔نیز سیرت نبوی ﷺ کے اس ایک پہلو پر ۴۰ سے زائد رسائل و جرائد کی خصوصی اشاعتوں کا اب تک پتا چل سکا ہے۔

برصغیر میں کتب میلاد کی روایت ایران کے راستے پہنچی اور بہت جلد اس صنف کو خاص مقام اور شہرت حاصل ہوگئی۔فارسی زبان میں اب تک کا قدیم مولود نامہ محمد عالم گیر کا ہے، جس پر تاریخ ۳ جلوس اکبر شاہ ثانی درج ہے اور اس کا واحد نسخہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں موجود ہے۔اردو زبان میں نظم کا آغاز نثر سے پہلے ہوا، اس لیے ابتدائی مولود نامے بھی منظوم لکھے گئے جن میں فارسی، ہندی اور دکنی ترکیبوں کا

رنگ غالب نظر آتا ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق اردو زبان میں سب سے پہلا منظوم میلاد نامہ عبدالمالک بہروجی نے ۱۰۰۹ھ/ ۱۶۰۱ء میں لکھا، جب کہ نثر میں ''رسالہ مولود مسعود'' کے عنوان سے احمد یار خاں نے تقریباً ۲۰۰ سال بعد، یعنی ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء میں لکھا، البتہ اس دوران مخلوط مولود نامے لکھے جاتے رہے، جو نظم ونثر دونوں کا مجموعہ ہوا کرتے تھے۔ برصغیر میں ان مولود ناموں کا آغاز جنوبی ہند سے ہوا اور اردو زبان کے ارتقا کے ساتھ ساتھ اس کا بھی نشو وارتقا ہوتا رہا۔ ہمارے نزدیک برصغیر میں سیرت کے اس خاص گوشے سے دل چسپی اور اس پر بے شمار کتب لکھے جانے کے اسباب درج ذیل ہو سکتے ہیں:

۱۔ ہندوستان میں ہندو دیوتاؤں کو مافوق الفطرت انداز میں پیش کرنے کی روایات موجود تھی اور ہندومت کا مذہبی ادب اس سے مملو تھا۔ اس تناظر میں ذہنی اور مذہبی بالادستی کی سوچ کے پیش نظر بعض مخلص، مگر کم علم لوگوں نے تقابلی انداز فکر اور اسلوب نگارش اپنایا اور عوامی سطح پر اسی باعث اس کو قبول عام بھی حاصل ہوا۔

۲۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت کے اس خاص گوشے سے دل چسپی کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ آپ کی ولادت، انسانی تاریخ کا ایک غیر معمولی واقعہ تھا، جس نے دنیا کی تاریخ ہی بدل ڈالی۔ چناں چہ فرط محبت میں اس خاص واقعہ کو بھی واقعے کربلا کی الم ناکی کی طرح خاص شہرت ملی اور یہ واعظین اور ذاکرین کے ذریعے لوگوں میں بڑی تیزی سے پھیلا اور عوامی سطح پر اس کا خیر مقدم کیا گیا۔

برصغیر میں لکھی گئی ان کتب میلاد کو انداز واسلوب کے اعتبار سے دو ادوار (قدیم وجدید) میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

الف: قدیم اسلوب میلاد، تقریباً انیسویں صدی کے وسط تک لکھی جانے والی کتب میلاد میں مروج رہا۔ اس دور کے میلاد نگاروں کی توجہ زیادہ تر نور محمدی، ولادت کی روایات اور دلائل، معجزات کی طرف رہی۔ اس دور میں لکھے گئے مولود ناموں میں کئی موضوع روایات اور بے سروپا واقعات کا پتا چلتا ہے۔

ب: جدید اسلوب میلاد کا آغاز ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد برصغیر کے مخصوص سیاسی وسماجی حالات میں تغیر وتبدل کی بنا پر ہوا۔ اس دور میں میلاد نگاروں کی توجہ آپ ﷺ کی بشری خصوصیات، بنی نوع انسانی پر آپ ﷺ کے احسانات، پیغام رسالت اور مقصد رسالت پر رہی۔ اس دور میں قدیم اسلوب پر کی گئی تنقیدات کا تدارک کرنے کی کوشش بھی ہمیں نظر آتی ہے، جس نے اس صنف میں مزاحمتی ادب کا اضافہ کیا۔ (۱۵)

یہ کتب میلاد منظوم، نثر اور مخلوط اسلوب پر لکھی گئیں اور زمانی مقبولیت کے پیش نظر ان کا انداز بھی

تبدیل ہوتا رہا۔ ذیل میں ہم چند منتخب کتب میلاد کا عمومی تعارف کرواتے ہیں:

۱۔ امین گجراتی نے ''تولد نامہ'' (منظوم) ۱۱۰۳ھ/۱۶۹۲ء میں لکھا۔ ۱۴۹۲ اشعار پر مشتمل اس مثنوی کا ایک قلمی نسخہ انجمن ترقی اردو، جب کہ دوسرا قلمی نسخہ جامعہ سندھ میں موجود ہے۔ مطبوعہ نسخے کا پتا نہیں چل سکا۔

۲۔ عنایت شاہ قادری نے ۱۱۱۰ھ/۱۶۹۹ء میں ''نور نامہ'' (منظوم) لکھا۔ اس کے دو قلمی نسخے کتب خانہ آصفیہ، پانچ قلمی نسخے انجمن ترقی اردو اور دو قلمی نسخے قومی عجائب گھر، کراچی میں موجود ہیں۔

۳۔ محمد باقر آگاہ نے ''ہشت بہشت'' (منظوم) لکھا۔ جو ۱۱۸۵ھ/۱۷۷۲ء سے ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۱ء کے درمیانی عرصے میں لکھا گیا۔ اس میں آٹھ ہزار چھ سو اشعار ہیں۔ اس میلاد نامے کا قلمی نسخہ جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد میں موجود ہے۔ جب کہ ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء مطبع گلزار حسینی، بمبئی اور ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء میں مطبع نظامی، مدراس سے اس کی اشاعت ہوئی۔

۴۔ قاضی قاسم مہری نے ''عروس المجالس'' (منظوم) کے نام سے ۱۲۰۹ھ/۱۷۹۴ء میں میلاد نامہ لکھا۔ قاضی صاحب کا تعلق ٹیپو سلطان شہید کے دربار سے تھا۔ اس میلاد نامے کا قلمی نسخہ قومی عجائب گھر، کراچی میں موجود ہے۔

۵۔ مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی نے دو رسالے ''مولود نامہ'' (نثر) ''نور نامہ'' (نثر) تحریر کیے۔ ان دونوں کے قلمی نسخے قومی عجائب گھر، کراچی میں موجود ہیں، جب کہ مولود نامہ کا ایک قلمی نسخہ محترم ایوب قادری مرحوم کے نجی کتب خانے میں بھی موجود تھا۔

۶۔ مولوی احمد یار خاں نے ''مولود مسعود'' (نثر) لکھا، جس کا سن تصنیف ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء سے ۱۲۴۵ھ/۱۸۳۰ء کا درمیانی عرصہ ہے۔ یہ پہلی مرتبہ ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء میں ''مولد شریف جدید'' کے نام سے کانپور سے شائع ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ محترم عبد الجبار شاکر مرحوم کے نجی کتب خانے میں موجود ہے۔

۷۔ مفتی عنایت احمد کاکوری نے ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۸ء میں ''تواریخ حبیب الہٰ'' (نثر) لکھا، جو ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء میں نظامی پریس، کانپور سے شائع ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ میرے کتب خانے میں موجود ہے۔

۸۔ سلامت اللہ کشفی نے ''خدا کی رحمت'' (نثر) کے نام سے مولود نامہ لکھا، جو ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء میں نظامی پریس، کانپور سے شائع ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ میرے کتب خانے میں موجود ہے۔

۹۔ خواجہ الطاف حسین حالی نے ''مولود شریف'' (نثر) ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء میں لکھا، جو حالی کی پہلی

تصنیف ہے۔ یہ ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۳ء میں پہلی مرتبہ حالی پریس، پانی پت سے شائع ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ میرے کتب خانے میں موجود ہے۔

۱۰۔ اردو کے مشہور شاعر امام بخش ناسخ نے بھی ''مولد شریف'' (منظوم) کے عنوان سے مثنوی لکھی، جو ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء میں مطبع کانپور لکھنو سے شائع ہوئی تھی۔ اس میلاد نامے کا قلمی نسخہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں موجود ہے۔

۱۱۔ مولوی خیر الدین گوپاموی نے ''ریاض الازہار فی احوال سید الابرار'' (نثر) ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء میں تحریر کی، جو مطبع اودھ اخبار لکھنو سے ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء میں شائع ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ جامعہ پنجاب، لاہور میں موجود ہے۔

۱۲۔ غلام امام شہید نے ''مولود شریف شہید'' (مخلوط) لکھا، جو پہلی مرتبہ ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء میں مطبع نول کشور، لکھنو سے شائع ہوا اور اب تک اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کا مطبوعہ نسخہ میرے کتب خانے میں موجود ہے۔

۱۳۔ امیر مینائی نے ''خیابان آفرینش'' (مخلوط) کے نام سے ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء میں میلاد نامہ لکھا، جس کے ضمیمے میں میلادیہ منظومات بھی شامل کرلیں۔ اس کا مطبوعہ نسخہ میرے کتب خانے میں موجود ہے۔

۱۴۔ احمد خاں صوفی اکبرآبادی نے ''مولود شریف'' (نثر) لکھی، جو ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء میں مطبع صفیہ، آگرہ اور ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء میں مطبع نول کشور اور ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۵ء میں مطبع رزاقی، کانپور سے شائع ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ محترم عبدالجبار شاکر مرحوم کے نجی کتب خانے میں موجود ہے۔

۱۵۔ مولوی عبدالرحیم نے ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء میں ''رحمت الرحیم'' (نثر) تحریر کیا، جو ۶۴ صفحات پر مشتمل تھا، جو پہلی مرتبہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور سے شائع ہوا، سال طباعت درج نہیں ہے۔ اس کا مطبوعہ نسخہ میرے کتب خانے میں موجود ہے۔

۱۶۔ محسن الملک نے ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء میں ''میلاد شریف'' (نثر) لکھی، جسے مطبع نول کشور نے شائع کیا۔ یہ محسن الملک کی پہلی تصنیف ہے۔ اس کا مطبوعہ نسخہ جامعہ پنجاب، لاہور میں موجود ہے۔

۱۷۔ سر سید احمد خان نے ''جلاء القلوب بذکر محبوب'' (نثر) کے نام سے مولود نامہ لکھا، جس کی قبولیت کی شہادت یہ ہے کہ اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے، تاہم اس کا پہلا ایڈیشن ۱۲۵۸ھ/۱۸۴۲ء میں شائع ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ میرے کتب خانے میں موجود ہے۔

۱۸۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے ''تجلی الیقین مع تمہید ایمان'' (منظوم) کے نام سے ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۵ء میں مولود نامہ لکھا۔ یہ چار ابواب اور انسٹھ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا مطبوعہ نسخہ جامعہ پنجاب، لاہور میں موجود ہے۔

۱۹۔ مولوی مجیب اللہ لکھنوی نے ''شمس الضحیٰ فی میلاد المصطفیٰ'' (مخلوط) کے نام سے مولود نامہ لکھا، جو ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء میں مطبع نول کشور سے شائع ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ میرے کتب خانے میں موجود ہے۔

۲۰۔ عباد اللہ بادل نے ''مولود بادل'' (مخلوط) لکھا، جو ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۸ء میں پہلی مرتبہ مطبع نظامی، کانپور سے شائع ہوا۔ اس کی مقبولیت کے سبب اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ اس کا مطبوعہ نسخہ جامعہ پنجاب لاہور میں موجود ہے۔

۲۱۔ میر مہدی مجروح (غالب کے شاگرد) نے ''انوار الاعجاز'' (نثر) کے نام سے میلاد نامہ لکھا، جو ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء میں پہلی مرتبہ لکھنو سے شائع ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ محترم عبد الجبار شاکر مرحوم کے نجی کتب خانے میں موجود ہے۔

۲۲۔ حکیم امیر الدین عطار نے ''مولود عطار'' (مخلوط) کے نام سے مولود نامہ لکھا، جو مطبع ابو العلائی آگرہ سے ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۴ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ محترم عبد الجبار شاکر مرحوم کے نجی کتب خانے میں موجود ہے۔

۲۳۔ سید محمد علی بیدل نے ''آئینہ شفاعت'' (مخلوط) کے عنوان سے مولود نامہ لکھا جو ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء میں نظامی پریس، بریلی سے شائع ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ جامعہ پنجاب، لاہور میں موجود ہے۔

۲۴۔ مولوی عاشق حسین دہلوی کا مولود نامہ ''راحت العاشقین'' (مخلوط) مطبع مجتبائی، لکھنو سے ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء میں شائع ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ میرے کتب خانے میں موجود ہے۔

۲۵۔ مولوی محمد انوار اللہ نے ''انوار احمدی'' (نثر) تحریر کی، جو پہلی مرتبہ ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں اشاعت العلوم، حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی۔ اس کا مطبوعہ نسخہ میرے کتب خانے میں موجود ہے۔

۲۶۔ محمد جمیل الرحمٰن کا میلاد نامہ ''حیات ذاکر'' (نثر) ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا، جو کم زور روایات کے باوجود کافی مقبول ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ دہلی یونیورسٹی کے کتب خانے میں موجود ہے۔

۲۷۔ علامہ راشد الخیری کا مولود نامہ ''آمنہ کا لال'' (نثر) پہلی مرتبہ ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا اور اب تک اس کے چار ایڈیشن میری نظر سے گذر چکے ہیں۔ اس کا مطبوعہ نسخہ میرے کتب خانے میں موجود ہے۔

۲۸۔ خواجہ حسن نظامی کا ''میلاد نامہ اور رسول بیتی'' (نثر) پہلی مرتبہ ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۷ء میں شائع ہوا۔ ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء میں کارکن حلقہ مشائخ بک ڈپو، دہلی سے بھی شائع ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ دہلی یونیورسٹی کے کتب خانے میں موجود ہے۔

۲۹۔ مولانا مناظر احسن گیلانی نے ''ظہور نور'' (نثر) کے نام سے میلاد نامہ لکھا، جو پہلی مرتبہ ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۳ء میں اسلامک پبلشر، حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ میرے کتب خانے میں موجود ہے۔

۳۰۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی کتاب ''ولادت نبوی'' (نثر) بھی بہت مشہور ہے، جو دراصل ان کے الہلال میں شائع ہونے والے مضامین کا مجموعہ ہے۔ اس کے ابتدائی ایڈیشن کا پتا نہیں چل سکا، تاہم اسلوب تحریر کے باعث یہ کافی مقبول ہے اور اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور عام دست یاب ہے۔

۳۱۔ محمد اکبر خان وارثی کا ''میلاد اکبر'' (منظوم) ۱۳۵۸ھ ۱۹۴۰ء میں پہلی مرتبہ مطبع نامے، بمبئی سے شائع ہوا۔ اس میلاد نامے کو جتنی شہرت نصیب ہوئی، اتنی کسی کو نہیں ہوئی۔ اب تک اس کے ۱۱۱ ایڈیشن میری نظر سے گذر چکے ہیں۔

کتب میلاد کی روایات اب تک جاری ہیں اور ہر سال بہت سی کتب اس موضوع پر سامنے آ رہی ہیں۔ عصر حاضر میں ڈاکٹر طاہر القادری نے اس موضوع پر کافی کام کیا ہے اور کئی کتب خاص اس موضوع پر لکھی ہیں۔ تاہم ان کتب پر جواز و عدم جواز کی ابحاث زیادہ غالب نظر آتی ہیں۔

مردوں کی طرح عورتوں نے بھی اس صنف سیرت پر طبع آزمائی کی ہے۔ چناں چہ میمونہ گورکھ پوری اور نجمہ اختر بانو سہروردیہ وہ خواتین ہیں، جن کا منظوم اردو میلاد نامہ ہم تک پہنچا ہے۔ جب کہ شمسی عباد الرحمٰن نے پہلا نثری مولود نامہ تحریر کیا۔ ذیل میں چند خاتون مولود نگاروں کے مولود ناموں کا تعارف کروایا جاتا ہے:

۱۔ میمونہ گورکھ پوری نے ''تحفہ خواتین فی میلاد ختم المرسلین'' ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں لکھا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ دہلی یونیورسٹی کے کتب خانے میں موجود ہے، جس پر مطبع کا نام واضح نہیں ہے۔

۲۔ نجمہ اختر بانو سہروردیہ (والدہ حسین شہید سہروردی) نے ''کوکب دری'' کے نام سے مولود نامہ تحریر کیا، جو پہلی مرتبہ ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ میں کلکتہ سے اور آخری مرتبہ ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ محترم عبدالجبار شاکر مرحوم کے نجی کتب خانے میں موجود ہے۔

۳۔نور بیگم بدایونی نے ''نبی جی کی خوشی'' کے نام سے مولود نامہ لکھا، جو پہلی مرتبہ نظامی پریس، بدایوں سے، جب کہ چھٹی مرتبہ رفاہ عام پریس، لاہور سے ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا۔اس کا مطبوعہ نسخہ جامعہ پنجاب، لاہور میں موجود ہے۔

۴۔بیگم مولوی محمد شمس الدین نے ''عید میلاد'' کے عنوان سے مولود نامہ لکھا۔اس کا سال اشاعت ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۸ء جب کہ صفحات کی تعداد ۳۴ ہے۔اس کا مطبوعہ نسخہ جامعہ پنجاب، لاہور میں موجود ہے۔

۵۔میمونہ سلطان بیگم نے ''ذکر مبارک'' کے نام سے ۴۰ صفحات پر مشتمل مولود نامہ لکھا، جس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء میں شائع ہوا۔

۶۔انیس فاطمہ خوش گڑھی نے ''مولود نورانی'' تحریر کیا، جو ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء لکھنو سے شائع ہوا۔ اس کا مطبوعہ نسخہ کتب خانہ علی گڑھ میں موجود ہے۔

۷۔شمسی عبادالرحمٰن نے ''میلاد شمسی'' کے عنوان سے میلاد نامہ لکھا، جو پہلی مرتبہ رام کمار پریس، دہلی سے ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا۔اس کا مطبوعہ نسخہ جامعہ پنجاب، لاہور میں موجود ہے۔

۸۔کبیر النساء بیگم نے ''باغ کائنات'' کے عنوان سے مولود نامہ لکھا، جو ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۴ء میں محمد شفیع بک سیلر، کانپور سے شائع ہوا۔اس کا مطبوعہ نسخہ جامعہ پنجاب، لاہور میں موجود ہے۔

۹۔ام زبیر نے ''میلاد النبی'' کے نام سے میلاد نامہ لکھا، جو ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا۔اس کا مطبوعہ نسخہ محترم عبدالجبار شاکر مرحوم کے نجی کتب خانے میں موجود ہے۔

۱۰۔سیدہ فاطمہ زہرہ بلگرامی نے ''میلاد زہرہ'' کے عنوان سے میلاد نامہ لکھا۔مطبع کا نام غیر واضح ہے، تاہم یہ نسخہ جامعہ پنجاب، لاہور میں موجود ہے۔

مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلم شعرا و ادبا نے بھی اس صنف پر لکھا ہے۔ڈاکٹر مظفر عالم صدیقی نے ایسے ۶۶ غیر مسلم شعرا کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے کتب میلاد پر اپنے آثار چھوڑے ہیں۔ (۱۶) اس حوالے سے سب سے قدیم مولود نگار مچھی نارائن (متوفی ۱۸۰۸ء) کا پتا چلا ہے، جو ''شفیق'' تخلص کرتے تھے اور ان کی کتاب ''مولود نامہ مع معراج نامہ'' کا قلمی نسخہ انجمن ترقی اردو، کراچی کے میں موجود ہے۔

برصغیر میں کتب میلاد کی روایت ایران کے راستے پہنچی، اس لیے ایران کے داستانی ادب اور ہندوستان کے دیومالائی قصے کہانیوں کے اثرات بھی اس میں شامل ہوتے چلے گئے۔اس کے ساتھ ساتھ مقامی تہذیبی و تمدنی اثرات بھی اس میں شامل ہو گئے، جس کے تحت اصنام پرستی، الوہیت اور فوق العادت عناصر کو بڑے اشتیاق سے پیش کیا گیا۔اس کی حیثیت اخباری اور عوامی نوعیت کی تھی، جس کی وجہ سے اس

صنف کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ابتدائی طور پر لکھے گئے میلاد ناموں میں شاعرانہ تخیلات اور مبالغہ آمیزی مستند روایات پر غالب نظر آتے ہیں۔ اسی باعث ان میلاد ناموں پر تنقیدات کا سلسلہ بھی شروع ہوا اور اہل علم نے ان میلاد ناموں کی روایات پر تحفظات کا اظہار بھی کیا، جس کی وجہ سے حوالہ جات اور مصادر و مراجع کی نشان دہی کے رجحانات پیدا ہوئے۔

اگرچہ ان مولود ناموں میں حقیقت پسندی اور صحیح روایات کی بجائے مبالغہ آمیزی اور افراط و تفریط کے اثرات واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں، لیکن ان کا انداز نگارش اور اسلوب بیان بڑا جاذب نظر اور مرصع و مسجع عبارات سے مزین نظر آتا ہے۔ ان میلاد ناموں کے فنی عناصر میں سراپا نگاری، کردار نگاری، واقعات نگاری، جذبات نگاری اور تاثیر و روانی کو خصوصی اہمیت دی جاتی تھی۔ چوں کہ ان کی غرض و غایت مجلسی اور عوامی تھی، اس لیے مجلسی اور عوامی تقاضوں کو ہمیشہ ملحوظ رکھا جاتا تھا۔ اسلوب بیان کے اعتبار سے ان مولود ناموں میں تمثیلی، بیانیہ، مکالماتی، وصفیہ اور ڈرامائی انداز کارفرما نظر آتا ہے اور لکھنے والے کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے دور کے تمام اصناف و اسالیبِ ادب کی جھلک اس میں نظر آئے۔ قطع نظر اس بات کے کہ ان مولود ناموں میں رطب و یابس روایات کا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے، جس کی کوئی دینی حیثیت نہیں ہے، تاہم اس بات سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ ان مولود ناموں کے پس منظر میں عشق رسول کے وہ عوامل بھی کارفرما ہیں، جن کی بنیاد محض محبت اور اخلاص پر استوار تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس میدان میں سر سید احمد خان اور الطاف حسین حالی جیسے عقلیت پسند بھی بے دست و پا نظر آتے ہیں۔

ان مولود ناموں میں وضعی اور بے اصل روایات کیوں کر داخل ہو گئیں؟ اس کے اسباب و محرکات کیا ہوئے؟ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ ان روایات کی جانچ اور تنقید میں، جن کا تعلق احکام فقہی سے ہے، محدثین نے جو سختی اور شدت اختیار کی ہے، وہ مناقب اور فضائل کے باب میں نہیں کی ہے۔ چناں چہ کاہنینِ عرب کی پیشین گوئیاں اور اشعار اور عجیب و غریب غیر صحیح فضائل و معجزات اور برکات کا یہ بے پایاں دفتر، روایات میں موجود اور کتابوں میں مدون ہیں۔ (۱۷)

۲۔ یہ روایات زیادہ تر تیسرے اور چوتھے درجے کی کتب حدیث میں پائی جاتی ہیں۔ تیسرے درجے میں قوی، ضعیف ہر قسم کی حدیثیں پہلو بہ پہلو درج ہیں اور چوتھے درجے میں وہ کتابیں ہیں، جن کے مصنفین صدیوں کے بعد پیدا ہوئے۔ انہوں نے ان احادیث کے مجموعے بنائے، جنہیں پہلے اور دوسرے درجے کے محدثین نے کم زور ہونے کے سبب نہیں لیا تھا، تاکہ صحیح اور غلط کی پہچان ہو جائے۔

(۱۸)

۳۔ متاخرین نے یہ سرمایہ جن کتب سے حاصل کیا، ان میں طبری، طبرانی، بیہقی اور ابونعیم اصفہانی کی کتب مشہور ہیں۔ بعدازاں حافظ قسطلانی نے ان ہی ضعیف اور منکر روایات کے بڑے حصے کو ''مواہب لدنیہ'' میں اور ملامعین الدین الہروی نے ''معارج النبوۃ'' میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ''مدارج النبوۃ'' میں، اسی طرح درج کر دیا اور ان ہی کتب سے یہ روایات برصغیر میں پھیل گئیں۔ اگر چہ ان کتب کی روایات سیرت ابن اسحاق، طبقات ابن سعد اور واقدی جیسے بنیادی مآخذ سے لی گئی ہیں، تاہم اہل علم جانتے ہیں کہ ان کتب میں بھی ضعیف اور کم زور، بل کہ موضوع روایات کی کثیر تعداد موجود ہے، جن کے استناد میں کلام ہے۔ چناں چہ امام ذہبی (۱۹) اور امام ابن تیمیہ (۲۰) نے ابونعیم اصفہانی کی روایات کو موضوع اور ناقابل اعتماد قرار دیا ہے۔ اسی طرح قاضی عیاض کی ''الشفاء'' کی بلاسند روایات پر بھی ابن تیمیہ نے سخت نقد کیا ہے۔ (۲۱) علامہ جلال الدین سیوطی کی ''الخصائص الکبریٰ'' کی روایات پر بھی سید سلیمان ندوی کا نقد موجود ہے۔ (۲۲) ابن جوزی، جو کہ اخذ روایت میں بہت محتاط ہیں اور وضعی روایات کے سخت ناقد ہیں، ان کی کتاب ''مولد النبی'' ضعیف روایات سے مملو ہے۔ (۲۳) ملامعین الدین الہروی کے حوالے سے مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

> ملامعین الدین الہروی حکایت طرازی، روایات ضعیفہ و موضوعہ نقل کرنے میں، اسرائیلیات اور اخبار یہود وغیرہ میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔ اسی نے ان سب بے سروپا روایات کو اپنی معارج النبوۃ میں فارسی زبان میں رنگ و روغن کے ساتھ جمع کر دیا۔ چناں چہ اردو زبان میں، جس قدر مولود لکھے گئے اور رائج ہیں، وہ سب بالواسطہ یا بلاواسطہ اسی ملامعین الدین الہروی کی معارج النبوۃ اور اس جیسی بعض دوسری کتب سے ماخوذ ہیں۔ (۲۴)

ڈاکٹر محمد سلیم نے واضح کیا ہے:

> ولادت نبوی سے متعلق وہ تمام روایات، جو عام طور پر کتب میلاد میں پائی جاتی ہیں، ابو نعیم، ابن عساکر اور طبری وغیرہ سے مروی ہیں، لیکن صحیح بخاری اور مسلم، بل کہ کتب ستہ کی کسی بھی کتاب میں ایسی روایات کا دور دور تک پتا نہیں۔ (۲۵)

۴۔ برصغیر کے تناظر میں ان میلاد ناموں میں وضعی روایات کے دخل کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ مقبولیت عام کی بنا پر یہ کام واعظوں اور میلاد خوانوں کے حصے میں آیا۔ چوں کہ یہ فرقہ عموماً علم سے محروم ہوتا ہے اور صحیح روایات تک ان کی دست رس نہیں ہوتی، اس لیے لامحالہ ان کو اپنی قوت اختراع پر زور دینا

پڑتا تھا۔ (۲۶) میلاد ناموں کے مصنفین اور شعرا نے عام طور پر اپنے مآخذ کا حوالہ نہیں دیا، بل کہ صرف ''نقل ہے''، ''روایت ہے''، ''اہل سیر نے لکھا ہے''، ''ارباب تواریخ رقم طراز ہیں''، ''کتب شمائل میں ہے'' جیسے جملوں سے آغاز کر کے روایت نقل کر دیتے ہیں۔ (۲۷) اسی باعث بعد کی کتب میں بھی یہ طریقہ اور اسلوب نقل ہوتا چلا گیا اور حقیقت حال قصہ گوئی کی تہہ میں دفن ہوتی چلی گئی۔ اس نقل روایات کا ایک سبب بنیادی مآخذ کا ہندوستان میں نہ ہونا بھی تھا، جس کا رونا شبلی نے بھی رویا ہے، (۲۸) اگر شبلی کے دور تک بعض اہم کتب ہندوستان میں موجود نہیں تھیں یا طبع نہ ہو سکی تھیں تو اسی سے صورت حال کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

۵۔ برصغیر میں مسلمان تعداد میں کم تھے، لیکن حاکم تھے۔ حاکمیت کی اپنی ایک سوچ ہوتی ہے اور اسی سوچ اور فکر کے زیر اثر مسلمانوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو ہندوؤں کے دیوتاؤں اور اوتاروں کے تقابلی رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی اور اس عمل میں ضعیف اور موضوع روایت کی شکل میں ان کے پاس موجود مواد بھی کام آیا۔ چناں چہ بہت سی غلط روایاتِ سیرت زبان زد عام ہوئیں اور لوگوں میں مقبول ہو گئیں۔ اس حوالے سے سید سلیمان ندوی رقم طراز ہیں کہ :

> مسلمانوں کے نزدیک آں حضرت ﷺ افضل الانبیا ہیں، آپ کامل ترین شریعت لے کر مبعوث ہوئے ہیں، آپ ﷺ تمام محاسن کے جامع ہیں، یہ اعتقاد بالکل صحیح ہے، لیکن اس کو لوگوں نے غلط طور پر وسعت دے دی ہے اور انبیائے سابقین کے تمام معجزات کو آں حضرت ﷺ کی ذات میں جمع کر دیا اور وہ اس اعتقاد کی یہ دولت تمام مسلمانوں میں پھیل گئے...... ظاہر ہے کہ اس مماثلت اور مقابلے کے لیے تمام تر صحیح روایتیں دست یاب نہیں ہو سکتیں، اس لیے لوگوں نے ان ہی ضعیف اور موضوع روایتوں کے دامن میں پناہ لی۔ (۲۹)

۶۔ ان روایات کے وجود میں آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اگلے واعظوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے واقعے کو شاعرانہ انداز میں بیان کیا، مثلاً یہ کہ آپ ﷺ کی پیدائش سے آمنہ کا گھر منور ہو گیا، مکے کے سوکھے درختوں میں بہار آ گئی، ستارے زمین پر جھک گئے، آسمان کے دروازے کھل گئے، فرشتوں نے ترانۂ مسرت بلند کیا، لیکن بعد کے غیر محتاط واعظوں اور میلاد خوانوں نے اس شاعرانہ اغراق و تغصیب کو واقعہ سمجھ لیا۔ (۳۰)

۷۔ آں حضرت ﷺ کے عہد رسالت میں یا بعد کو جو واقعات ظہور پذیر ہوئے، ان کا وقوع

آں حضرت ﷺ کی ولادت کے زمانے میں تسلیم کرلیا گیا ہے اور ان کو بہ حیثیت معجزے کے آئندہ واقعات کا پیش خیمہ بنالیا گیا ہے۔(۳۱)

۸۔اس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ بعض لوگوں نے میلاد خوانی کو پیشہ بنالیا اور اس طرح میلاد خوانی کے مجلسی انداز پر بھی یہ عمل اثر انداز ہوا، ڈاکٹر مظفر عالم صدیقی کے مطابق:

> (اس دور میں) میلاد خوانوں کی جماعتیں بہ کثرت بن گئیں، جنہوں نے میلاد خوانی کو بہ طور پیشہ اپنالیا۔ اس لحاظ سے صرف وہی جماعت کام یاب ہوئی، جس نے مترنم اسلام، میلادیہ منظومات اور عقائد کی، بہتات پر شدت کے ساتھ روایات جمع کرلیں۔۔۔اس طرح سے مولود نگار مدح وستائش کے جوش میں اس حقیقت کو بھول گئے کہ جو واقعات وہ بیان کر رہے ہیں، ان کی حقیقت کیا ہے؟ اس طرح سے بے شمار ضعیف روایات کی بھی میلاد ناموں میں بھرمار ہوگئی۔(۳۲)

۹۔ ہم مولود نگاروں کے خلوص اور اعتقاد پر شک کا ارتکاب نہیں کرسکتے۔ وہ یہ عمل ثواب کی نیت سے کرتے تھے۔اس حوالے سے ڈاکٹر انور محمود خالد کی رائے ہے:

> مجالس میلاد کے انعقاد اور کتب میلاد کی تالیف کے کئی محرکات بیان کیے جاتے ہیں، لیکن ان میں بڑا اور یقینی سبب ذکر رسول کے ذریعے معمولی ثواب کی خواہش ہے۔(۳۳)

ہمارے لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ روایات کے اعتبار سے اب تک کوئی مکمل طور پر مستند اور با اعتماد مولود نامہ بھی لکھا گیا ہے؟ بعض اہل علم نے بعض مولود ناموں کی حد سے زیادہ ثقاہت اور استناد، جب کہ بعض اہل علم نے بعض مولود ناموں کے حوالے سے حد سے زیادہ سختی اور تعصب سے کام لیا ہے، ظاہر ہے کہ یہ دونوں رویے کسی طور درست نہیں۔ ہمیں یہ بات تسلیم کرلینی چاہیے کہ ادبی اسلوب اور شاعرانہ تخیلات کے اعتبار سے ان مولود ناموں میں سے اکثر کا مقام بہت بلند ہے اور اس اعتبار سے ان کو پذیرائی دینا نامناسب نہ ہوگا۔ تاہم استناد کے حوالے سے ان کی حیثیت کچھ زیادہ نہیں ہے۔ ذیل میں ہم ادبی اسلوب اور طرز نگارش کے نمونے کے طور پر چند اقتباسات پیش کرتے ہیں، جس سے ان کے ادبی مقام کا کچھ اندازہ ہوسکتا ہے:

> ا۔کیسا معبود مطلق ہے، جس نے بنی آدم کے واسطے چراغ رہ نمائی کا انبیا کے ہاتھ میں دیا اور تمام عالم کو سید الانبیا، سند الاصفیا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی شمع جمال جہاں آرا سے روشن کیا۔(۳۴)

۲۔ الٰہی ! کیا مجال اور کیا طاقت جو تیری نعمتوں کا شکر ادا کرسکیں۔ تو قدیم ہم حادث، تو خالق ہم مخلوق، تیری نعمتیں بے انتہا اور بے انتہا نعمتوں کا شکر بھی بے انتہا، ہماری ابتدا بھی فنا اور انتہا بھی فنا۔ (۳۵)

۳۔ قد مبارک میانہ تھا، نہ بہت لمبا نہ بہت ٹھگنا۔ فی الجملہ لمبائی سے قریب تھا اور جس مجمع میں آپ کھڑے ہوتے، سب سے سر بلند معلوم ہوتے، رنگ مبارک سرخ سفید تھا، مگر با نمکینی و ملاحت۔ (۳۶)

۴۔ وہ جسم لطیف ہمہ تن نور تھا، شمع کا سا۔ چناں چہ خداوند تعالیٰ نے بھی آپ کو نور و سراج منیر کر کے خطاب کیا۔ نور و شمع کا سایہ نہیں ہوتا ہے اور شمع کا رو پشت سے یک ساں نظر آتا ہے۔ اگر وہ سراج منیر سے چراغ تاباں مراد رکھیں تو معنی یہ ہو کہ وہ چراغ اعظم مستفید نور ہے۔ (۳۷)

۵۔ کے تارے اور دن کا آفتاب کائنات کو کیا پیام دے رہے ہیں، جو عرب کے ساتھ تمام دنیا کی کایا پلٹ دے گا۔ (۳۸)

۶۔ اس حوالے سے منظوم نمونہ ملاحظہ ہو:

آج وہ شمس الضحیٰ شمس الضحیٰ پیدا ہوئے
آج وہ بدرالدجیٰ بدرالدجیٰ پیدا ہوئے
نور سے جن کی ہوئی ہے خلق مخلوقِ خدا
آج وہ نور خدا نورخدا پیدا ہوئے
وہ پیمبر جو کریں شق القمر اور ردشمس
آج وہ معجزنما معجزنما پیدا ہوئے (۳۹)

اسی طرح ذرا یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

جہاں میں شور ہے یارب یہ کس کی آمد آمد کا
کہ ہے پرتوفگن عالم میں جلوہ حسن سرمد کا
سیاہی معصیت کی قلب میں نور بن جاوے
اگر پرتو کہیں پڑجائے اس نور مجرد کا
عدیم المثل خالق نے کیا ہے اس قدر اس کو

کہ سایہ تک ہوا ظاہر نہ اس محبوب کے قد کا (۴۰)

اب چند ایسے نمونے بھی ملاحظہ فرمائیں، جن میں حد درجہ غلو اور خلاف حقیقت روایات کا سہارا لیا گیا ہے۔

۱۔ جس دن آمنہ حاملہ ہوئیں، دو سو عورتیں رشک و حسد سے مر گئیں...... جبرائیل علیہ السلام نے علم سبز خانہ کعبہ پر نصب کیا۔۔۔ ابلیس پہاڑوں میں جا چھپا...... شبانہ روز صحرا اور دریا میں سرگرداں رہا۔ (۴۱)

۲۔ حضرت آمنہ خاتون فرماتی ہیں کہ بعد ولادت سرور عالم، تین فرشتے آسمان سے اترے۔ ایک کے ہاتھ میں آفتابہ نقرئی، دوسرے کے ہاتھ میں طشتِ زمردیں، تیسرے کے ہاتھ میں جامۂ سفید تھا۔ (۴۲)

۳۔ (غیب) سے ایک ہاتھ نکلا اور اندر حجاب کے (نبی کریم ﷺ) کو لے گیا۔ ستر حجاب نور ظلمت کے اس طرح طے ہوئے۔ موٹائی ہر حجاب کی پان سو برس کے راہ اور مسافت ایک سے دوسرے کی پان سو برس کا فرق۔ وہاں پر براق رفتار سے باز رہا۔ (۴۳)

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دستر خوان تھا کہ جس میں حضور ﷺ نے بعد فراغت کھانے کے ہاتھ اور منہ پونچھا تھا۔ جب وہ دستر خوان میلا ہوتا تھا، آگ میں چھوڑ دیتے تھے۔ برعکس جلنے کے، وہ دستر خوان سفید اور شفاف ہو جاتا تھا۔ (۴۴)

۵۔ جس شب کو حضرت ﷺ پیدا ہوئے، کسریٰ کی حویلیوں کو زلزلہ ہوا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور ساوے کا تالاب خشک ہو گیا اور سماوے کی ندی ہزار سال سے سوکھی تھی، جاری ہوئی اور فارس کا آتش کدہ، جس کی آگ ہزار سال سے سلگتی تھی، سو بجھ گئی۔ (۴۵)

ان ہی موضوع روایات کے سبب کتب میلاد کے قائلین اور مانعین کی تحقیقات وتنقیدات بھی فتاویٰ کی شکل میں سامنے آئیں۔ چناں چہ ایک محتاط اندازے کے مطابق میلاد و کتب میلاد کے حق اور تردید میں محض انیسویں صدی کے وسط تک ۵۰۰ سے زائد فتاویٰ جات اور رسائل شائع ہوئے۔ فی الوقت ہم ان مولود ناموں کے جواز و عدم جواز کو موضوع بحث نہیں بنانا چاہتے، تاہم یہ بات واضح ہے کہ ان مولود ناموں میں غیر مستند ماخذ کی کم زور، ضعیف، بل کہ موضوع روایات کثرت سے نقل ہوتی رہیں اور اس کے استناد پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار (۴۶)

جس کسی نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اس حدیث کے پیش نظر اہل علم ہمیشہ سے ایسی روایات کے تذکرے سے اجتناب کرتے رہے جس کے بارے میں انہیں ذرہ سا بھی شک ہوتا کہ اس کا استنادی درجہ کچھ زیادہ نہیں ہے۔ اگرچہ محدثین اور سیرت نگاروں کے اخذ روایات کے اپنے جداگانہ اصول وضوابط ہیں اور سیرت نگار ہمیشہ سے محدثین کو اخذ روایت کے حوالے سے متشدد اور متعصب ہونے کا طعنہ دیتے رہے ہیں۔ تاہم اس بات پر سب متفق ہیں کہ وہ روایات، جو قرآن وسنت کے خلاف ہوں، کسی طور قبول نہ کی جائیں۔

برصغیر میں روایات سیرت کی تحقیق وتفتیش کے عمل کا باقاعدہ آغاز علامہ شبلی نعمانی نے کیا اور ان کے بعد ان کے شاگرد سید سلیمان ندوی نے اس عمل کو وسعت دی اور ولادت نبوی کے حوالے سے ایسی ۳۰ موضوع روایات کی نشان دہی کی، جو مولود ناموں میں بڑے طمطراق سے شائع ہوتی چلی آرہی تھیں۔ اگرچہ شبلی نے اپنی سیرت میں خود کئی موضوع روایات کا سہارا لیا ہے اور خود اپنے اصولوں سے روگردانی کی ہے۔ (۴۷) تاہم مجموعی لحاظ اس کا استنادی درجہ بہت بلند ہے۔ ان حضرات کی تحقیق کو قبولیت عام حاصل ہوئی اور اس کے بعد کے مولود ناموں اور کتب سیرت پر اس کے بڑے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ ذیل میں ہم ان مولود ناموں میں کثرت سے ذکر کی گئی روایات کے تاریخی استناد پر بات کر کے اپنی بات کو سمیٹتے ہیں:

ا۔ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے روز پیدا ہوئے اور یہ سال عام الفیل کہلاتا ہے۔ ابونعیم، قسطلانی اور سیوطی وغیرہ نے ابن ہشام، طبری اور ابن کثیر کے حوالے سے ۱۲ ربیع الاول کو آپ ﷺ کی تاریخ ولادت قرار دیا ہے۔ (۴۸) پھر ان ہی کی روایات کتب میلاد میں رقم ہوتی چلی گئیں۔ حال آں کہ جدید تحقیق کے مطابق آپ ﷺ کی ولادت ۹ ربیع الاول بہ مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو ہوئی۔ بعض اہل علم کے نزدیک تاریخوں کا یہ اختلاف قمری وشمسی دنوں کے حساب کی وجہ سے ہے اور ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ ہی درست ہے۔ (۴۹) لیکن ہمارے نزدیک اس حوالے سے محمود شاہ فلکی کی تحقیق درست ہے، جن کی تحقیق کا خلاصہ سید سلیمان ندوی نے یہ کیا ہے کہ:

(الف) صحیح بخاری میں ہے کہ ابراہیم (آں حضرت ﷺ کے صغیر السن صاحب زادے) کے انتقال کے وقت آفتاب میں گہن لگا تھا اور ۱۰ھ تھا (اور اس وقت آپ کی عمر کا تریسٹھواں سال تھا)

(ب) ریاضی کے قاعدے سے حساب لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ھ کا گرہن ۷ جنوری ۶۳۲ء کو ۸ بج کر ۳۰ منٹ پر لگا تھا۔

(ج) اس حساب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر قمری ۱۳ برس پیچھے ہیں تو آپ ﷺ کی پیدائش کا سال ۵۷۱ء ہے، جس میں از روئے قواعد ہیئت، ربیع الاول کی پہلی تاریخ ۱۲ اپریل ۵۷۱ء کے مطابق تھی۔ (۵۰)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت ۹ ربیع الاول کو ہوئی، نہ کہ ۱۲ ربیع الاول کو، جیسا کے مولود ناموں میں ذکر ہوتا رہا ہے۔

۲۔ روایت ہے کہ محمد ﷺ کا نور اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہے، نیز سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کا نور پیدا کیا۔ (۵۱) یہ روایات حدیث اور سیرت کے کسی مستند ماخذ میں نہیں پائی جاتی اور مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی نے ان دونوں روایات کو موضوع قرار دیا ہے۔ (۵۲) یہ بات ذہن نشین رہے کہ مولود ناموں میں ''نور'' کے موضوع کو بہت اہمیت دی گئی ہے، تاہم اس سلسلے کی کسی روایت کی اصل نہیں ہے اور اس نوعیت کی روایات وضعی اور جعلی ہیں۔

۳۔ روایت ہے کہ اے نبی! اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ اسی طرح یہ کہ میں اس وقت بھی تھا، جب آدم مٹی اور پانی کے مرحلے میں تھے۔ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ یہ روایات موضوع ہیں۔ (۵۳) علامہ طاہر پٹنی نے بھی انہیں موضوعات میں شمار کیا ہے۔ (۵۴) اسی طرز کی ایک روایت سنن ترمذی میں موجود ہے، جس کے بارے میں امام ترمذی نے خود صراحت کردی ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح اور غریب ہے اور ہم اس حدیث کو اس سند کے سوا، کسی دوسری سند سے نہیں جانتے۔ (۵۵)

۴۔ روایت ہے کہ جس دن آمنہ حاملہ ہوئیں، دو سو عورتیں رشک وحسد سے مرگئیں۔ (۵۶) ترجمہ یوں تھا کہ ''اس غم میں انہوں نے شادی نہ کی''، لیکن مترجمین نے کنایہ کو صریح سے بدل دیا۔ ترجمہ کی غلطی کے ساتھ ساتھ اس کی استنادی حیثیت بھی مشکوک ہے۔ اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

> یہ روایت سند کے بغیر زرقانی کی شرح مواہب لدنیہ میں بصیغہ ''روی'' یعنی بیان کیا گیا ہے، مذکور ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود مصنف کو بھی اس کی صحت میں کلام ہے۔ یہ درحقیقت بالکل بے سند اور بے اصل روایت ہے۔ (۵۷)

۵۔ روایت ہے کہ جس رات نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی، کسریٰ کے محل میں زلزلہ آگیا اور فارس کا آتش کدہ بجھ گیا۔ (۵۸) اس روایت کا مرکزی راوی مخزوم ابن ہانی ہے، جو ابن حجر کے نزدیک مجہول ہے۔ (۵۹) سید سلیمان ندوی کے مطابق ہانی کی عمر ڈیڑھ سو برس بتائی جاتی ہے، جب کہ اس نام کا

کوئی صحابی، جو مخزومی اور قریشی ہو اور اس کی عمر ڈیڑھ سو برس ہو، معلوم نہیں۔ (٦٠) کتب میلاد میں یہ روایت ابونعیم، طبری، ابن عساکر اور قسطلانی کے حوالوں سے نقل ہوئی ہے، جن کا اپنا کوئی استنادی مقام نہیں ہے۔

٦۔ روایت ہے کہ حضرت آمنہ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی ان سے کہہ رہا ہے: اے آمنہ! تیرا بچہ تمام جہاں کا سردار ہوگا، جب پیدا ہو تو اس کا نام احمد اور محمد رکھنا اور یہ تعویذ اس کے گلے میں ڈال دینا۔ جب وہ بیدار ہوئیں تو سونے کے پتر پر انہیں یہ اشعار ملے:

اعیذہ بالواحد

من شر کل حاسد(٦١)

روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ:

متاخرین میں حافظ عراقی نے اس روایت کو بے اصل اور شامی نے بہت ہی ضعیف کہا ہے، ابن اسحاق نے بھی اس کو بے سند روایت کہا ہے۔ ابن سعد میں یہ روایت واقدی کے حوالے سے ہے، جس کی دروغ گوئی محتاج بیان نہیں۔ (٦٢)

٧۔ روایت ہے کہ حضرت آمنہ کہتی ہیں کہ مجھے ایام حمل میں حمل کی کوئی علامت معلوم نہیں ہوئی اور وہ گرانی اور تکلیف بھی محسوس نہیں ہوئی، جو عورتوں کو ان ایام میں محسوس ہوتی ہے۔ بجز اس کے کہ معمول میں فرق آ گیا۔ (٦٣) امام قسطلانی نے اس روایت کو ابن اسحاق اور ابونعیم کی کتب کے حوالے سے نقل کیا ہے، لیکن یہ روایت ان دونوں میں موجود نہیں۔

(٨) روایت ہے کہ ولادت کے وقت شیطان کو ستر طوق ڈالے گئے۔ ستر ہزار حوریں ہوا میں کھڑی کر دی گئیں کہ آپ کی ولادت کی منتظر رہیں۔ اس سال دنیا بھر کی تمام عورتوں کو فرزند نرینہ عطا کیا گیا۔ جتنے درخت تھے، اس سال ثمر بار ہوئے۔ پیدائش کی رات نہرِ کوثر کے کنارے مشک خالص کے ستر ہزار درخت لگائے گئے۔ (٦٤) یہ روایت سیوطی نے ابونعیم سے اخذ کی ہے، لیکن ان کی کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں یہ روایت موجود نہیں ہے۔ یہ روایت تمام تر بے سند اور موضوع ہے۔ (٦٥)

٩۔ روایت ہے کہ حضرت عباس کہتے ہیں کہ میرا سب سے چھوٹا بھائی (عبداللہ) جب پیدا ہوا تو اس کے چہرے پر سورج کی روشنی تھی۔ (٦٦) یہ ایک طویل روایت ہے۔ ڈاکٹر محمد سلیم کے مطابق یہ روایت سرے سے موضوع ہے۔ اس کے راوی حضرت عباس ہیں، جو بہ طور جملہ معترضہ کے آغاز روایت میں کہتے ہیں کہ میرا سب سے چھوٹا بھائی (عبداللہ) پیدا ہوا۔ (٦٧)

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

یہ جملہ ہی بتا رہا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے کیوں کہ یہ بالاتفاق مسلم ہے کہ حضرت عبداللہ، حضرت عباس سے بڑے تھے، نہ کہ چھوٹے، بل کہ حضرت عباس کی عمر خود آں حضرت سے صرف دو یا تین برس ہی زیادہ تھی۔ تو حضرت عباس آپ ﷺ کے والد عبداللہ سے کیوں کر بڑے ہوئے۔(۶۸)

۱۰۔ روایت ہے کہ ولادت کے وقت حضرت آمنہ نے تین آدمی دیکھے، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت، تیسرے کے ہاتھ میں جامہ سفید تھا۔(۶۹)

اس روایت پر تجزیہ کرتے ہوئے سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ:

اس روایت کا ماخذ یہ ہے کہ یحییٰ بن عائذ (المتوفی ۳۷۸ھ) نے اپنی کتاب میلاد میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن دحیہ محدث نے بڑی جرأت کر کے اس خبر کو ''غریب'' کہا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کو غریب کہنا بھی اس کی توثیق ہے۔ یہ تمام تر بے اصل اور بے بنیاد ہے۔(۷۰)

۱۱۔ وہ روایات جو نبی کریم ﷺ کی شیر خوارگی میں حضرت حلیمہ سعدیہ کے حوالے سے ذکر کی گئیں ہیں، ان روایات میں سے بھی اکثر موضوع ہیں۔ اس طرز کی روایات دو طریقوں سے مروی ہیں۔ ایک طریقے کا مشترک راوی جہم بن ابی جہم نام کا ایک مجہول شخص ہے اور دوسرے کا مشترک راوی واقدی ہے، جس کا کوئی اعتبار نہیں۔(۷۱)

۱۲۔ آپ ﷺ کے سفر شام میں بحیرہ راہب کا قصہ، اور دوسرے سفر شام میں نسطورا راہب کا قصہ اگرچہ سیرت اور بہ ہر کتب میلاد میں کثرت سے ذکر ہوئے ہیں، لیکن ابن سعد، ابن حزم، امام ذہبی اور ابن حجر نے اسے ضعیف کہا ہے اور بہ طور حجت اس سے اعراض برتا ہے۔(۷۲)

۱۳۔ سید سلیمان ندوی نے درج ذیل قسم کی روایات کو بھی ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے

(الف) وہ تمام روایتیں، جن میں آں حضرت ﷺ کے معجزے سے حضرت آمنہ یا کسی اور مردہ کے زندہ ہونے کا بیان ہے، وہ سب جھوٹی اور بنائی ہوئی ہیں۔

(ب) ایسی روایتیں، جن میں آں حضرت ﷺ کے لیے آسمان سے خوان نعمت یا جنت سے میووں کے آنے کا ذکر ہے، موضوع یا ضعیف ہیں۔

(ج) عوام میں مشہور ہے کہ آں حضرت ﷺ کا سایہ نہ تھا، لیکن یہ کسی روایت سے ثابت

نہیں۔

(د) روایت ہے کہ آپ قضائے حاجت سے واپس آتے تھے تو وہاں کوئی نجاست باقی نہیں رہتی تھی۔ یہ سرتاپا موضوع ہے۔

(ر) واعظوں میں مشہور ہے کہ ابوجہل کی فرمائش سے اس کے ہاتھ کی کنکریاں آں حضرت ﷺ کے معجزے سے کلمہ پڑھنے لگیں، لیکن یہ ثابت نہیں۔(۷۳)

مولانا محمد تقی امینی نے اس حوالے سے بڑی ہی عمدہ بات کی ہے کہ:

صحابہ میں کوئی بھی ایسا نہیں، جس کی عمر رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے وقت روایت بیان کرنے کی ہو۔ اگر یہ تمام روایات و واقعات مبعوث ہونے کے بعد بہ ذات خود آپ ﷺ نے بیان فرمائے ہوتے تو اتنے اہم واقعات کا تذکرہ حدیث کی مستند کتابوں میں ضرور ہوتا.... اگر یہ واقعات عوام میں ایک حقیقت کے طور پر مشہور ہوتے تو اعلان نبوت کے بعد آپ ﷺ کو تبلیغ رسالت میں جس قدر دشواریاں پیش آئیں، وہ نہ آتیں، بل کہ ہر شخص ان واقعات کی شہرت کی بنا پر ایمان لانے پر مجبور ہوتا۔(۷۴)

خلاصۂ کلام یہ کہ اس طرز کی سینکڑوں روایات ہیں، جو کتب سیرت وکتب میلاد میں موجود ہیں، جن کی تنقیح اور وضاحت ضروری ہے۔ ہماری تحقیق کی روشنی میں ایک محتاط اندازے کے مطابق ان کتب میلاد میں ذکر کردہ روایات کا ۸۵ فیصد حصہ کم زور، ضعیف، بل کہ موضوع روایات پر مشتمل ہے اور میلاد ناموں کی روایت چوں کہ آج بھی جاری ہے، اس لیے مولود نگاروں کو جدید تحقیقات کی روشنی میں کام کرنے اور سائنسی وتحقیقی انداز میں اپنے نتائج فکر کو عوامی ومجلسی محافل ومجالس اور کتب میں پیش کرنے کی ضرورت ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اسی میں سیرت نگاری کی اس صنف کی بقا کا راز پوشیدہ ہے۔

حوالے

۱۔ ابن شاہین، محمد بن احمد۔ الترغیب فی فضائل الاعمال۔ دارلکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۴ء: ص ۶۹

۲۔ انور محمود خالد، ڈاکٹر۔ اردو نثر میں سیرت رسول۔ اقبال اکادمی، لاہور، ۱۹۸۹ء: ص ۲۳۲

۳۔ ندوی، سلیمان، سید۔ سیرۃ النبی۔ الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، ۱۹۹۱ء: ج ۳، ص ۴۰۰

۴۔ صدیقی، مظفر عالم، ڈاکٹر۔ اردو میں میلاد النبی۔ فکشن ہاؤس، لاہور، ۱۹۹۸ء: ص ۲۲۶

۵۔ تفصیل ملاحظہ ہو: کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، دار الفکر، بیروت، ۲۰۰۷ء

۶۔ المنجد، صلاح الدین، معجم ما الف عن رسول اللہ۔ دار الکتاب الجدید، بیروت، ۱۹۸۲ء: ص ۲۰ تا ۳۶

۷۔ ندوی، عبدالحئی، اسلامی علوم وفنون ہندوستان میں۔ دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ۲۰۰۹ء: ص ۳۶۷۔ ۳۶۶

۸۔ انور محمود خالد، ڈاکٹر، اردو نثر میں سیرت رسول: ص ۲۹۴ تا ۳۰۱

۹۔ قاموس الکتب (اردو) جلد اول، مطبوعہ انجمن ترقی اردو، پاکستان

۱۰۔ ارمغان حق، جلد اول و دوئم، مطبوعہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، ۱۹۸۱ء

۱۱۔ تفصیل ملاحظہ ہو: اردو میں میلاد النبی

۱۲۔ تفصیل ملاحظہ ہو: فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی، پاکستان

۱۳۔ ڈاکٹر قاضی شہاب الدین کا یہ مقالہ ہم نہیں دیکھ پائے۔ البتہ ڈاکٹر انور محمود خالد نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۱۴۔ ڈاکٹر مظفر عالم کا یہ مقالہ بعد ازاں فکشن ہاؤس لاہور سے ۱۹۹۸ء میں شائع بھی ہوا۔

۱۵۔ صدیقی، مظفر عالم، ڈاکٹر، اردو میں میلاد النبی: ص ۱۰۳

۱۶۔ ایضاً: ص ۸۱۰۔۸۰۹

۱۷۔ ندوی، سلیمان، سید، سیرۃ النبی: ج ۳، ص ۳۹۸

۱۸۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ۔ قدیمی کتب خانہ، کراچی: ج ۱، ص ۳۶

۱۹۔ ذہبی، شمس الدین، میزان الاعتدال۔ مطبع السعادۃ، مصر، ۱۹۰۷ء: ج ۱، ص ۵۶

۲۰۔ ابن تیمیہ، کتاب التوسل۔ دار النجات، بیروت: ص ۱۵۹

۲۱۔ ایضاً: ص ۱۶۲

۲۲۔ سیرۃ النبی: ج ۳، ص ۴۰۰

۲۳۔ ملاحظہ ہو: ان کی کتاب بیان المیلاد النبوی، جس کے کئی تراجم ہو چکے ہیں۔

۲۴۔ آزاد، ابوالکلام، مولانا، ولادت نبوی۔ شاہین بک سینٹر، دہلی، ۱۹۸۱ء: ص ۸۱

۲۵۔ سہ ماہی تحقیقات اسلامی۔ جنوری۔ مارچ ۱۹۹۹ء، علی گڑھ: ج ۱۸، شمارہ ۱، ص ۶۷۔۶۸

۲۶۔ سیرۃ النبی: ج ۳، ص ۴۰۱

۲۷۔ صدیقی، مظفر عالم، ڈاکٹر، اردو میں میلاد النبی: ص ۱۲۳

۲۸۔ ملاحظہ ہو، مقدمہ سیرۃ النبی: ج ۱، ص ۳۵

۲۹۔ سیرت النبی: ج ۳، ص ۴۰۲

۳۰۔ ایضاً: ص ۴۰۴

۳۱۔ ایضاً

۳۲۔ صدیقی، مظفر عالم، ڈاکٹر، اردو میں میلاد النبی: ص ۹۳۔۹۴

۳۳۔ انور محمود خالد، ڈاکٹر، اردو نثر میں سیرت رسول: ص ۳۰۲

۳۴۔ غلام امام شہید، مولود شریف شہید۔ مطبع ابو العلائی، آگرہ: ص ۲

۳۵۔ حالی، الطاف حسین، میلاد شریف۔ حالی پریس پانی پت، ۱۹۳۲ء: ص ۱

۳۶۔ کاکوروی، عنایت احمد، تواریخ حبیب الٰہ۔ کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند، ۱۹۵۰ء: ص ۱۵۳

۳۷۔ محمد فیاض الدین، فیض القلوب فی میلاد المحبوب۔ مطبع شگوفہ گلزار، اودھ: ص ۲۱۔۲۲

۳۸۔ راشد الخیری، علامہ، آمنہ کا لال۔ عصمت بک ڈپو، دہلی، ۱۹۳۰ء: ص ۲۱

۳۹۔ غلام محمد ہادی علی خاں، نور العینین فی ذکر رسول ثقلین۔ مطبع نامی لکھنو ۱۸۸۴ء: ص ۴۴

۴۰۔ غلام محمد ہادی علی خان، خیر الاذکار فی ذکر سید الاخیار۔ مطبع نامی لکھنو ۱۸۸۴ء: ص ۵۔۶

۴۱۔ عرشی، عزیز الرحمٰن، انتخاب عرشی فی ذکر میلاد النبی۔ مطبع نول کشور لکھنؤ ۱۸۸۴ء: ص ۲۰

۴۲۔ لکھنوی، مجیب اللہ، شمس الضحیٰ فی میلاد المصطفیٰ۔ مطبع نول کشور لکھنؤ، ۱۸۸۴ء: ص ۲۰

۴۳۔ مارہروی، حاجی محمد علی خاں، میلاد شریف سرور عالم۔ طبع شعلہ طور، کانپور، ۱۸۶۵ء: ص ۶۲

۴۴۔ طپش، چراغ علی، سید، مولود طپش، شیخ برکت علی اینڈ سنز تاجران کتب لاہور، ۱۹۲۸ء

۴۵۔ محمد صبغۃ اللہ، مولانا، فوائد بدریہ۔ شمس المطابع، حیدرآباد دکن، ۱۹۲۲ء: ص ۳۴

۴۶۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ۔ دار الاحیاء الکتب العربیہ: ج ۱، ص ۱۳

۴۷۔ تفصیل کی لیے ملاحظہ ہو میرا مضمون: علامہ شبلی نعمانی کی سیرت نگاری، مطبوعہ السیر ۃ (کراچی)، شمارہ ۲۸، اگست ۲۰۱۲ء

۴۸۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۰۸، طبری، ج ۲، ص ۲۰۶، اور ابن کثیر، ج ۲، ص ۲۴۷، ان ہی کتب سے یہ روایت دلائل النبوۃ، مواہب لدنیہ اور مدارج النبوۃ میں منتقل ہوئی اور ان سے مولود نگاروں نے نقل کیں۔

۴۹۔ جناب شہاب الدین انصاری نے محمود شاہ فلکی کی تحقیق پر نقد کیا ہے اور قمری و شمسی سالوں کے جزوی فرق پر عمدہ گفت گو کی ہے۔ ملاحظہ ہو: سہ ماہی تحقیقات اسلامی، ج ۱۰، شمارہ ۴، ص ۱۴، اکتوبر۔ دسمبر ۱۹۹۱ء، علی گڑھ۔

۵۰۔ سیرت النبی: ج ۱، ص ۱۱۵

۵۱۔ قسطلانی، شہاب الدین، المواہب اللدنیہ۔ طرق الحکمیہ، دمشق: ج ۱، ص ۱۶

۵۲۔ لکھنوی، عبدالحئی، مولانا، الآثار المرفوعہ۔ مطبع نول کشور، لکھنؤ: ص ۲۷

۵۳۔ ابن تیمیہ، فتاوی ابن تیمیہ۔ قاہرہ، ۱۹۰۸ء: ج ۲، ص ۱۹۷

۵۴۔ طاہر پٹنی، تذکرۃ الموضوعات۔ طبع بمبئی، ۱۹۵۴ء: ص ۸۶

۵۵۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی۔ شرکۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، ۱۹۷۵ء: ج ۵، ص ۵۸۵

۵۶۔ عرشی، عزیز الرحمٰن، انتخاب عرشی: ص ۴۰

۵۷۔ سیرۃ النبی: ج ۳، ص ۴۰۸

۵۸۔ یہ روایت دلائل النبوۃ: ج ۱، ص ۴۰، مواہب لدنیہ: ج ۱، ص ۴۴ اور تاریخ طبری: ج ۲، ص ۱۶۶ میں ذکر ہوئی ہے اور ان ہی کے توسط سے اردو کتب میلاد میں فروغ پا گئی ہے۔
۵۹۔ عسقلانی، ابن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابہ۔ دار الکتب، بیروت: ج ۳، ص ۵۹۷
۶۰۔ سیرۃ النبی: ج ۳، ص ۴۰۹
۶۱۔ یہ روایت ابونعیم اصفہانی نے دلائل النبوۃ: ج ۱، ص ۲۱۰، جلال الدین سیوطی نے الخصائص الکبریٰ: ج ۱، ص ۱۰۴، اور عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ۔ ج ۱، ص ۱۱ پر نقل کی ہے۔
۶۲۔ سیرۃ النبی: ج ۳، ص ۴۰۹
۶۳۔ یہ روایت ابن سعد نے طبقات ابن سعد: ج ۱، ص ۹۸، امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ: ج ۱، ص ۳۷ پر نقل کی ہے اور ان ہی سے کتب میلاد میں اسے شامل کیا گیا ہے۔
۶۴۔ سیوطی، جلال الدین، الخصائص الکبریٰ: ج ۱، ص ۵۶
۶۵۔ سیرۃ النبی: ج ۳، ص ۴۱۱
۶۶۔ سیوطی، جلال الدین، الخصائص الکبریٰ: ج ۱، ص ۵۴
۶۷۔ تحقیقات اسلامی: ج ۱۸، شمارہ ۱، ص ۶۷، جنوری، مارچ ۱۹۹۷ء علی گڑھ
۶۸۔ آزاد، ابوالکلام، ولادت نبوی: ص ۹۸
۶۹۔ لکھنوی، مجیب اللہ، شمس الضحیٰ فی میلاد المصطفیٰ: ص ۲۰
۷۰۔ سیرۃ النبی: ج ۳، ص ۴۱۳
۷۱۔ ایضاً: ص ۴۱۶
۷۲۔ ایضاً: ص ۴۲۱
۷۳۔ ایضاً: ص ۴۲۶۔۴۲۷
۷۴۔ امینی، محمد تقی، حدیث کا درایتی معیار: ص ۲۰۸، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱۹۸۶ء

اسوۂ حسنہ کے ۱۸ مختلف پہلوؤں پر ایک جامع مجموعہ مضامین

عصر مسائل کے حوالے سے ایک قیمتی مطالعہ

پیغام سیرت

سید فضل الرحمٰن

دو جلدوں میں مکمل سیٹ

کل قیمت: ۵۴۰ روپے

رجسٹرڈ ڈاک خرچ سمیت صرف ۳۷۰ روپے منی آرڈر سے

ارسال کر کے مکمل سیٹ گھر بیٹھے حاصل کریں۔

ناشر

زوّار اکیڈمی پبلی کیشنز

اے-۴/۱۷، ناظم آباد نمبر ۴، کراچی۔ فون: 021-36684790

E-mail: info@rahet.org

www.rahet.org